ترتیب
ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ ۰ لاہور

نے اپنی رُسوائے زمانہ سیاسی پالیسی کے تحت مسلمانوں کو گروہوں میں بانٹنے، اختلافات کو ہوا دینے اور طبقوں کو آپس میں لڑا کر خود خاموشی سے کنارۂ عافیت پر اقتدارِ سلطنت کو مستحکم رکھنے کے لیے مقدور بھر کوشش کی۔ چنانچہ ایک طرف مرزائیت پیدا کی تو دوسری طرف دیوبندی اور بریلوی کشمکش پیدا کر دی گئی اور کبھی کبھی ذائقہ بدلنے کیلیے شیعہ سُنّی فسادات کرا دیے جاتے تھے۔

دو قومی نظریہ کی بنا پر، تقسیمِ ملک کی تحریک جوں جوں زور پکڑ رہی تھی ___ فرقہ وارانہ اختلافات کو برابر ہوا دیتے رہنا انگریزی پالیسی تھی۔ ورنہ قیامِ پاکستان سے پچیس تیس سال پہلے کی ملکی فضا کو دیکھیں تو آپ کو یہ باہمی خلفشار نہیں ملے گی۔

عثمانی سلطنت کے متزلزل اقتدار کو بچانے کے لیے برِّصغیر میں جب تحریکِ خلافت زوروں پر تھی، ہر محبِّ اسلام نے بڑھ چڑھ کر اسلامی خلافت کے دفاع کے لیے کام کیا۔ اُس زمانے میں حضرت ثالث خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے جس طرح مجاہدانہ خدمتِ اسلام کی ہے، پنجاب کے مشائخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ پورے ہند میں تبلیغی دورے کر کے مسلمان عوام کو انگریز کے خلاف، خلافتِ عثمانی کے حق میں ایک مرکز پر جمع کرنے میں کوشاں تھے۔

چنانچہ اسی سلسلہ میں آپ دار العلوم دیوبند میں بھی تشریف لے گئے۔ پیر انور شاہ صاحب کاشمیری اُس وقت شیخ الحدیث تھے۔ حضرت سیالوی کی آمد پر شاہ صاحب نے گھنٹی بجوا کر طلباء میں چھٹی کا اعلان کیا تا کہ استقبال میں وہ بھی شریک ہو سکیں

حضرت کو بیٹھنے کے لیے شاہ صاحب نے اپنی مسند پیش کی۔ حضرت احتراماً اُس پر نہ بیٹھے کہ یہ مقام آپ کا ہے۔ چنانچہ مسند خالی پڑی رہی اور شاہ صاحب، حضرت کے سامنے مؤدبانہ طور سے دو زانو ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہے۔ پھر شاہ صاحب نے حضرت سے تلقین و ارشاد کی التماس کی۔ آپ نے گھنٹہ بھر تقریر فرمائی۔ پھر آپ نے دارالعلوم کے لیے دو سو روپے کا عطیہ دیا۔ شاہ صاحب نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند اور تمام عالمِ اسلام کی کامرانی کے لیے دعا فرمائی۔

ادھر دوسری طرف اکابرینِ دیوبند عام طور سے صاحبِ نسبت تھے۔ چشتیہ صابریہ سلسلے میں اکثر حضرات بیعت ہونے کے علاوہ خود بھی صاحبِ ارشاد تھے۔ پس معلوم ہوا کہ اکابرین میں بنیادی اختلافات نہ تھے بلکہ رشتہ، اخوت و مودّت فی مابین استوار تھا۔

یا اللہ، یا محمّد کا جھگڑا

برِّصغیر کے مسلم سوادِ اعظم ——— یعنی اہلسنّت و جماعت کے اکابرین میں جب مذہب کے بنیادی امور پر جھگڑا پیدا نہ کیا جاسکا تو بعد میں رفتہ رفتہ، غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے فروعی اختلافات بڑھا چڑھا کر اُٹھائے جانے لگے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے نعتیہ قصیدے میں کسی مقام پر یا محمد کا استعمال ملتا ہے۔ ادھر سیال شریف کے روضے میں اللہ، مُحَمّد کا طغریٰ بغیر لفظِ "یا" کے لکھا ہوا تا حال موجود ہے۔ پھر ذرا نسبتاً کھُلے سماج میں دیکھیں تو بسوں، ٹرکوں،